Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Special Seerah Issue 2026

ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)

Published:
August 31, 2026

Issues Confronting Rural Women and Prophetic Guidance for Their Resolution: An Analytical and Research-Based Study in the Light of the Seerah

دیہی خواتین کے مسائل اور ان کے حل کے لیے سیرتِ نبوی ﷺ کی رہنمائی: ایک تحقیقی و تجزیاتی مطالعہ

Mai Kalsoom
Lecturer in Islamic Studies, Governoment College for Women, Saudabad, Malir Karachi
Email: sayedakulsoom9@gmail.com

Mai Yasmeen
Teaching Assistant, Beghum Nusrat Bhutto Women University Sukkur
Email: mai.yasmeen@bnbwu.edu.pk

Abstract

Before and after the creation of Pakistan, there have been long debates about women's rights among thinkers. Efforts have also been made in this regard for legislation, which has seen substantial results. This is the reason that women's representation has been seen in all spheres of practical life, and more efforts are being made to improve this aspect at the official and non-official levels.

On the other hand, there are several regions of Pakistan where more efforts are needed for women's rights. The main reason for this is that, in spite of religious teachings and legislation, male dominance is prevalent in some areas. Women in these areas are facing many painful problems due to which they are not getting opportunities to play their positive role in the country's development.

Pakistani newspapers and other media continue to publish such news, according to which the birth of a daughter is regarded as inauspicious. Daughters are being killed after their birth. They are being deprived of education. Sometimes, women are killed in the name of honor. They are deprived of inheritance after marriage. Sometimes they are subjected to acid attacks. Moreover, there are cases that indicate that some women get divorced by their husbands on their deathbeds. In particular areas, women are forcefully married to the Quran. Making women victims of sexual violence and psychological harassment by landlords is also observed many times. Sexual harassment of women on the pretense of employment or work is also common.

In this document, I have collected evidence from newspaper reports, court case precedents, and reports from public and private NGOs that show women living in rural areas in Pakistan are facing the above-mentioned problems. After describing these details,

OPEN ACCESS
CC BY

ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published:
August 31, 2026

I have analyzed the problems faced by women in the light of Islamic teachings and presented their solutions. In this regard, along with the rights of women mentioned in the Holy Quran and the Sunnah of the Prophet (ﷺ), I have also clarified the role of women in terms of national and country development, as seen during the era of the Prophet and the rightly guided caliphs. I have also explained to what extent women are given these rights in Pakistan's law and how the law can prove to be helpful and supportive in providing rights, along with suggestions for further reforms based on Islamic teachings.
Keywords: Rural Women, Seerah of The Prophet ﷺ, Women's Rights, Islamic Teachings, Social Issues, Women's Empowerment, Prophetic Guidance

تعارف ِ موضوع

اسلام نے انسانی معاشرے کی تشکیل میں عورت کو ایک باوقار، ذمہ دار اور مؤثر کردار کا حامل قرار دیا ہے۔ عورت محض خاندان کی تشکیل و پرورش کا ذریعہ نہیں بلکہ معاشرتی، تعلیمی، اخلاقی اور معاشی ترقی میں بھی اس کا کردار بنیادی اہمیت رکھتا ہے۔ بالخصوص دیہی معاشرے میں خواتین گھریلو ذمہ داریوں کے ساتھ ساتھ زراعت، مویشی پالنے، دستکاری، گھریلو صنعت اور دیگر معاشی سرگرمیوں میں بھی نمایاں کردار ادا کرتی ہیں۔ تاہم ان کی یہ خدمات اکثر غیر رسمی نوعیت کی ہونے کے باعث نہ تو مناسب طور پر تسلیم کی جاتی ہیں اور نہ ہی انہیں ان کے بنیادی سماجی، معاشی، تعلیمی اور قانونی حقوق پوری طرح حاصل ہو پاتے ہیں۔ نتیجتاً دیہی خواتین متعدد ایسے مسائل کا شکار رہتی ہیں جو نہ صرف ان کی انفرادی زندگی کو متاثر کرتے ہیں بلکہ خاندان اور پورے معاشرے کی ترقی کی راہ میں بھی رکاوٹ بنتے ہیں۔

عصر حاضر میں دیہی خواتین کو درپیش مسائل کی نوعیت خاصی وسیع ہے۔ ان میں تعلیم کے محدود مواقع، غربت و معاشی انحصار، صحت کی ناکافی سہولیات، زچہ و بچہ کے مسائل، کم عمری کی شادی، وراثتی اور معاشی حقوق سے محرومی، گھریلو تشدد، فرسودہ معاشرتی رسوم ورواج، فیصلہ سازی میں محدود شرکت اور جدید معلومات و ٹیکنالوجی تک کم رسائی جیسے مسائل نمایاں ہیں۔ دیہی علاقوں میں تعلیمی و طبّی اداروں کا فقدان، معاشی وسائل کی کمی اور بعض اوقات سماجی و ثقافتی رویے ان مشکلات کو مزید پیچیدہ بنا دیتے ہیں۔ اس صورتِ حال کے پیش نظر دیہی خواتین کے مسائل کا محض جدید سماجی و معاشی زاویوں سے جائزہ لینا کافی نہیں، بلکہ ایسے جامع اور اخلاقی اصولوں کی بھی ضرورت ہے جو انسانی وقار، عدل، حقوق اور معاشرتی ذمہ داریوں کو بیک وقت ملحوظ رکھتے ہوں۔

اسلامی تعلیمات میں عورت کے مقام اور حقوق کا تصور انسانی فطرت، عدل، تکریمِ انسانیت اور معاشرتی ذمہ داری کے جامع اصولوں پر قائم ہے۔ رسول اللہ ﷺ کی حیاتِ طیبہ ان اصولوں کی عملی تعبیر پیش کرتی ہے۔ سیرتِ نبوی ﷺ کا مطالعہ واضح کرتا ہے کہ عہدِ نبوی میں خواتین کو انسانی عزت و وقار، تعلیم و تربیت، مالی

CC BY

ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published:
August 31, 2026

ملکیت، نکاح و مہر، وراثت، مشاورت اور مختلف معاشرتی ذمہ داریوں کے حوالے سے بنیادی حقوق اور مواقع فراہم کیے گئے۔ صحابیاتؓ کی زندگیوں میں ہمیں علم، تجارت، سماجی خدمت، مشاورت، تعلیم و تربیت اور دیگر مثبت معاشرتی سرگرمیوں میں خواتین کی فعال شرکت کے متعدد نمونے ملتے ہیں۔ اس لیے سیرتِ نبوی ﷺ محض تاریخی واقعات کا مجموعہ نہیں بلکہ انسانی معاشرے کے مختلف طبقات، خصوصاً کمزور اور نسبتاً محروم طبقات کے مسائل کے حل کے لیے بنیادی اخلاقی و عملی رہنمائی کا سرچشمہ بھی ہے۔

دیہی خواتین کے مسائل کے تناظر میں سیرتِ نبوی ﷺ کا مطالعہ اس لیے بھی اہمیت رکھتا ہے کہ نبوی معاشرت میں انسانی حقوق اور معاشرتی ذمہ داریوں کے درمیان توازن قائم کیا گیا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے خواتین کے ساتھ حسنِ سلوک، ان کے حقوق کی ادائیگی، ان کی عزت و تکریم اور ان کے معاشرتی مقام کے تحفظ پر خصوصی توجہ دی۔ اسی طرح تعلیم، معاشی معاملات، خاندانی زندگی، وراثت، باہمی مشاورت اور فلاحِ عامہ کے حوالے سے جو اصول سیرتِ طیبہ سے سامنے آتے ہیں، وہ موجودہ دور میں دیہی خواتین کو درپیش متعدد مسائل کے حل کے لیے رہنما اصول فراہم کر سکتے ہیں۔ تاہم ان اصولوں کو عصر حاضر کے دیہی معاشرتی تناظر میں سمجھنے اور قابلِ عمل تجاویز کی صورت میں پیش کرنے کے لیے محض روایتی انداز میں سیرتی واقعات بیان کرنا کافی نہیں، بلکہ ان کا تحقیقی و تجزیاتی مطالعہ ضروری ہے۔

زیرِ نظر تحقیق میں اسی ضرورت کے پیشِ نظر دیہی خواتین کو درپیش اہم تعلیمی، معاشی، معاشرتی، صحت، قانونی اور دیگر مسائل کا جائزہ لیتے ہوئے سیرتِ نبوی ﷺ کی روشنی میں ان کے ممکنہ حل تلاش کرنے کی کوشش کی جائے گی۔ اس تحقیق میں سیرتِ طیبہ سے متعلقہ اصول و واقعات کو عصر حاضر کے دیہی معاشرتی مسائل کے ساتھ مربوط کرتے ہوئے یہ واضح کرنے کی کوشش کی جائے گی کہ نبوی تعلیمات کس طرح دیہی خواتین کے وقار، حقوق، خود اختیاری اور معاشرتی کردار کے فروغ میں رہنمائی فراہم کر سکتی ہیں۔ اس اعتبار سے یہ مطالعہ سیرتِ نبوی ﷺ اور عصری سماجی مسائل کے باہمی تعلق کو اجاگر کرتے ہوئے ایک ایسا فکری و عملی فریم ورک پیش کرنے کی کوشش ہے جو دیہی خواتین کی فلاح و بہبود اور معاشرتی ترقی کے لیے مفید ثابت ہو سکتا ہے۔

قبل از اسلام دیہی خواتین کی حالت

زمانہ جاہلیت میں عورت معاشرتی و سماجی زندگی میں بہت مظلوم اور عزت و احترام سے محروم تھی۔ اسے قابل نفرت اور تمام برائیوں کا سبب گردانا جاتا تھا۔ اہل عرب کے اس بدترین رویے کو قرآن کریم نے یوں بیان کیا ہے:

OPEN ACCESS
CC BY

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Special Seerah Issue 2026
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published:
August 31, 2026

﴿وَيَجۡعَلُوۡنَ لِلّٰهِ مَا يَكۡرَهُوۡنَ وَتَصِفُ اَلۡسِنَتُهُمُ الۡكَذِبَ اَنَّ لَهُمُ الۡحُسۡنٰى‌ؕ لَا جَرَمَ اَنَّ لَهُمُ النَّارَ وَ اَنَّهُمۡ مُّفۡرَطُوۡنَ﴾[1]

"آج یہ لوگ وہ چیزیں اللہ کے لیے تجویز کر رہے ہیں جو خود اپنے لیے اِنہیں ناپسند ہیں، اور جھوٹ کہتی ہیں اِن کی زبانیں کہ اِن کے لیے بھلا ہی بھلا ہے۔ اِن کے لیے تو ایک ہی چیز ہے، اور وہ ہے دوزخ کی آگ ضرور یہ سب سے پہلے اُس میں پہنچائے جائیں گے۔"[2]

دوسری جگہ ارشاد ہے۔

﴿وَيَجۡعَلُوۡنَ لِلّٰهِ الۡبَنٰتِ سُبۡحٰنَهٗ‌ۙ وَلَهُمۡ مَّا يَشۡتَهُوۡنَ﴾[3]

"یہ خدا کے لیے بیٹیاں تجویز کرتے ہیں۔ سُبحان اللہ! اور اِن کے لیے وہ جو یہ خود چاہیں؟"[4]

قران حکیم کی ان آیات سے واضح ثابت ہوتا ہے، کہ اہل عرب کے معاشرے میں تمام فضیلتیں صرف مردوں کے لیے تھیں۔ اس میں عورتوں کا کوئی حصہ نہ تھا۔ معاملاتِ زندگی میں بھی مرد اچھی چیزیں خود رکھ لیتے جبکہ بیکار اور بیہودہ چیزوں کا مالک عورت کو بنا دیتے۔

زمانہ جاہلیت میں لڑکی کی پیدائش کو عار و عیب سمجھا جاتا تھا۔ اہل عرب اپنی عزت کو بچانے کے لیے اپنی نومولود بچیوں کو زندہ دفن کر دیتے تھے قرآن کریم کا ارشاد ہے:

﴿وَاِذَا بُشِّرَ اَحَدُهُمۡ بِالۡاُنۡثٰى ظَلَّ وَجۡهُهٗ مُسۡوَدًّا وَّهُوَ كَظِيۡمٌ﴾[5]

"جب اِن میں سے کسی کو بیٹی کے پیدا ہونے کی خوش خبری دی جاتی ہے تو اُس کے چہرے پر کلونس چھا جاتی ہے اور وہ بس خون کا سا گھونٹ پی کر رہ جاتا ہے"۔[6]

حضرت قیس بن عاصم المنقری رضی اللہ عنہ کے بارے میں کتابوں میں یہ بات منقول ہے، کہ انہوں نے اسلام قبول کرنے سے پہلے بچیوں کو زندہ در گور کیا، اور خود فرمایا کہ میں نے بارہ تیرہ بچیوں کو زندہ در گور کیا ہے، اور اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ ان میں سے ہر ایک کے بدلے غلام آزاد کرو، ملاحظہ فرمائیں:

روي عنه أنه قال للنبي صلى الله عليه و سلم : إني وأدت اثنتي عشرة بنتا أو ثلاث عشرة بنتا! فقال له النبي صلى الله عليه و سلم :
«أعتق عن كل واحدة منهن نسمة» [7]

زمانہ جاہلیت میں عورت حق ملکیت سے بھی محروم تھی، اسے وراثت میں کوئی حصہ نہیں دیا جاتا تھا بلکہ عورت کو میراث سمجھ کر وراثت میں سامان کی طرح بانٹ دیتے تھے۔[8]

[1] النحل:16/ 62
[2] مودودی،سید ابو الاعلیٰ ،مولانا،تفہیم القرآن،لاہور،ادارہ ترجمان القرآن،1396،ص:549
[3] النحل:16/ 57
[4] مودودی تفہیم القرآن، ص: 547
[5] النحل: 58/16
[6] مودودی تفہیم القرآن، ص: 547
[7] أسد الغابة، قيس بن عاصم المنقري:۹۲۲/۱

OPEN ACCESS
CC BY

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Special Seerah Issue 2026
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published:
August 31, 2026

عورت کی محرومی میں اس کی جبری شادی بھی شامل تھی:

عورت کی جبری شادی سے متعلق سورۃ النساء میں ارشادِ ربانی ہے:

﴿ يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا يَحِلُّ لَكُمْ اَنْ تَرِثُوا النِّسَآءَ كَرْهًا ۚ وَلَا تَعْضُلُوْهُنَّ لِتَذْهَبُوْا بِبَعْضِ مَآ اٰتَيْتُمُوْهُنَّ اِلَّآ اَنْ يَّاْتِيْنَ بِفَاحِشَةٍ مُّبَيِّنَةٍ ۚ وَعَاشِرُوْهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ ۚ فَاِنْ كَرِهْتُمُوْهُنَّ فَعَسٰٓى اَنْ تَكْرَهُوْا شَيْـًٔا وَّيَجْعَلَ اللّٰهُ فِيْهِ خَيْرًا كَثِيْرًا ﴾ [9]

"اے لوگو جو ایمان لائے ہو، تمہارے لیے یہ حلال نہیں ہے کہ زبردستی عورتوں کے وارث بن بیٹھو۔ اور نہ یہ حلال ہے کہ انہیں تنگ کر کے اُس مہر کا کچھ حصّہ اُڑا لینے کی کوشش کرو جو تم انہیں دے چکے ہو۔ ہاں اگر وہ کسی صریح بدچلنی کی مرتکب ہوں (تو ضرور تمہیں تنگ کرنے کا حق ہے)۔ ان کے ساتھ بھلے طریقے سے زندگی بسر کرو۔ اگر وہ تمہیں ناپسند ہوں تو ہو سکتا ہے کہ ایک چیز تمہیں پسند نہ ہو مگر اللہ نے اُسی میں بہت کچھ بھلائی رکھ دی ہو۔"

اس آیت کریمہ سے معلوم ہوتا ہے کہ شوہر کے مرنے کے بعد اس کے خاندان والے اس کی بیوہ کو میت کی میراث سمجھ کر اس کے ولی وارث بن بیٹھتے تھے، اسلام نے حکم دیا کہ عورت کا شوہر جب مر گیا تو وہ آزاد ہے۔ عدت گزار کر جہاں چاہے جائے اور جس سے چاہے نکاح کر لے۔

زمانہ جاہلیت میں چند گنی چنی خواتین ایسی تھیں جن کو حقِ ملکیت حاصل تھا، ان میں حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا سرفہرست ہیں، لیکن یہ انفرادی واقعہ ہے۔ من حیث المجموع معاشرے میں خواتین کی کوئی وقعت نہ تھی۔

عہدِ رسالت میں دیہی خواتین کے مسائل:

عہد نبوی کے دوران، دیہی خواتین کو بہت سے چیلنجوں کا سامنا کرنا پڑا جو اس وقت کے سماجی، اقتصادی اور ثقافتی تناظر کی عکاسی کرتے ہیں. ایک اہم مسئلہ تعلیم اور علم تک محدود رسائی تھا۔ ناخواندگی معاشرے کے بہت سے حصوں میں پھیلی ہوئی تھی، بشمول دیہی علاقوں، جو خواتین کی ذہنی اور ذاتی ترقی میں مشغول ہونے کی صلاحیت میں رکاوٹ تھی۔ تعلیم کی اس کمی نے نہ صرف ان کی ممکنہ شراکت کو محدود کیا بلکہ پدرانہ نظام کے اندر ان کی کمزوری کو بھی برقرار رکھا۔

معاشی عدم مساوات ایک اور اہم تشویش تھی۔ بنیادی طور پر زرعی معیشت کا مطلب یہ تھا کہ دیہی خواتین کو اکثر مشقت کے کاموں میں مشغول ہونا پڑتا تھا، پھر بھی ان کی معاشی ایجنسی سماجی اصولوں اور صنفی کرداروں کی وجہ سے محدود تھی۔ اس سے ان کی معاشی حیثیت کو بہتر بنانے یا فیصلہ سازی کے عمل میں حصہ لینے کی صلاحیت محدود ہو گئی۔ مزید برآں، عہد نبوی کی دیہی خواتین کو اپنی جغرافیائی دور دراز اور معاشرتی اصولوں کی وجہ سے سماجی تنہائی کا سامنا کرنا پڑا۔ وہ اکثر گھریلو

[8] الصحیح البخاری، کتاب التفسیر، باب لایحل لکم ...... رقم الحدیث: 4579
[9] النساء: 19/4

CC BY

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Special Seerah Issue 2026
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published:
August 31, 2026

کرداروں تک ہی محدود رہتے تھے اور ان کی قریبی برادریوں سے باہر محدود تعاملات تھے۔اس تنہائی نے انہیں متنوع تجربات اور ذاتی ترقی کے مواقع تک محدود کر دیا۔[10]

آخر میں، صنفی عدم مساوات کے وسیع اصولوں نے دیہی خواتین کو صنفی بنیاد پر تشدد اور امتیازی سلوک کی مختلف شکلوں سے بے نقاب کیا۔جب کہ پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم نے خواتین کی حیثیت کو بہتر بنانے کے لیے اہم اصلاحات متعارف کروائیں جن میں ان کے حقوق اور وقار کی وکالت بھی شامل تھی،ان تبدیلیوں کو اکثر مزاحمت کا سامنا کرنا پڑا اور گہرے ثقافتی طریقوں کو ختم کرنے کے لیے مسلسل کوششوں کی ضرورت تھی۔

خلاصہ یہ کہ پیغمبرانہ دور میں دیہی خواتین کو تعلیم، صحت کی دیکھ بھال، معاشی مواقع، سماجی تنہائی اور صنفی بنیاد پر تشدد سے متعلق چیلنجوں کا سامنا کرنا پڑا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے شروع کی گئی ترقی پسند اصلاحات کے باوجود،اس وقت کے مروجہ معاشرتی اصول ان کی فلاح و بہبود اور بااختیار بنانے پر اثرانداز ہوتے رہے۔

عہد نبوی میں ایسی بہت سی مثالیں ملتی ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ اس عہد کی خواتین نے علوم وفنون بشمول دینی ودنیاوی تمام علوم کے حصول میں پوری مستعدی اور انہماک کا مظاہرہ کیا[11] چنانچہ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، کہ ایک صحابیہ حضور علیہ الصلوۃ والسلام کی خدمت میں حاضر ہوئی اور بولی "اے اللہ کے رسول! مرد حضرات ہی آپ کی گفتگو سے مستفید ہوتے ہیں، خواتین نے حضور سے عرض کیا: مرد آپ سے استفادہ میں ہم سے سبقت لے جاتے ہیں. لہذا آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی طرف سے کوئی دن مقرر فرمائیں اس دن ہم خواتین آپ علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہو جایا کریں،تاکہ اللہ نے جو علم آپ کو دیا ہے آپ ہمیں اس کی تعلیم دیں"۔[12]

اس حدیث سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ صحابیات دینی مسائل سیکھنے کی بہت زیادہ خواہش مند رہا کرتی تھی۔

عصر حاضر میں دیہی خواتین کے مسائل

عصر حاضر میں، دیہی خواتین کئی پیچیدہ چیلنجوں سے نبرد آزما ہیں جو ان کی فلاح و بہبود، ترقی اور سماجی انضمام کو نمایاں طور پر متاثر کرتے ہیں۔ مستقل مسائل میں سے ایک معیاری تعلیم اور پیشہ ورانہ تربیت تک محدود رسائی ہے۔ بہت سے دیہی علاقوں میں مناسب تعلیمی انفراسٹرکچر کا فقدان ہے، جس کے نتیجے میں خواتین کے لیے

[10] نغمہ پروین، عورتوں کے حقوق سیرتِ نبوی کی روشنی میں،دارالعلوم دیوبند کا ترجمان،اکتوبر 2014ء
[11] دیکھئے:سید ازکیا ہاشمی،عہدنبوی میں خواتین کی تعلیم و تربیت (مقاصد،مراکز،اسالیب،مناہج)،سیرت اسٹڈیز،ج،2،شمارہ،2017ء
[12] البخاری ، الجامع الصحیح البخاری، کتاب الاعتصام لخ......... باب تعلیم النبی......... رقم: ۷۳۱۰

OPEN ACCESS
CC BY

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Special Seerah Issue 2026
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published: August 31, 2026

ضروری ہنر اور علم حاصل کرنے کے مواقع کم ہوتے ہیں۔ یہ تعلیمی فرق نہ صرف معاشی تفاوت کو برقرار رکھتا ہے بلکہ فیصلہ سازی کے عمل میں فعال طور پر حصہ لینے کی ان کی صلاحیت کو بھی روکتا ہے، جس سے ان کی مجموعی بااختیاریت محدود ہوتی ہے۔

صحت کی دیکھ بھال میں تفاوت بھی ایک اہم تشویش ہے۔ دیہی خواتین کو اکثر صحت کی دیکھ بھال کی سہولیات، زچگی کی دیکھ بھال اور خاندانی منصوبہ بندی کی خدمات تک ناکافی رسائی کا سامنا کرنا پڑتا ہے، جس کے نتیجے میں زچگی کی شرح اموات میں اضافہ ہوتا ہے اور صحت کے مسائل کو روکا جا سکتا ہے۔ مزید برآں، معاشی ناہمواریاں برقرار ہیں، کیونکہ دیہی خواتین اکثر خود کو معاشی مواقع اور آمدنی پیدا کرنے والی سرگرمیوں سے پسماندہ پاتی ہیں، جو غربت اور انحصار کے دور کو جاری رکھتی ہیں۔

سماجی تنہائی ایک چیلنج بنی ہوئی ہے کیونکہ معلومات، وسائل اور نیٹ ورکس تک محدود رسائی ان کی فوری برادریوں سے باہر ہے۔ یہ تنہائی روایتی اصولوں کی وجہ سے بڑھ جاتی ہے جو خواتین کی نقل و حرکت کو محدود کرتے ہیں اور ان کے تعامل کو محدود کرتے ہیں، ان کی ذاتی ترقی اور متنوع تجربات کے سامنے آنے میں رکاوٹ ہیں۔ صنفی بنیاد پر تشدد ایک نازک مسئلہ بنی ہوئی ہے، دیہی خواتین کو مختلف قسم کے بد سلوکی، امتیازی سلوک اور تشدد کا سامنا ہے، جو اکثر ان کی کمزور حیثیت اور قانونی ذرائع تک محدود رسائی کی وجہ سے بڑھ جاتی ہے۔

دیہی خواتین بنیادی طور پر کاشتکاری، لائیو سٹاک مینجمنٹ ماہی گیری اور دستکاری جیسی معاشی سرگرمیوں میں مصروف عمل نظر آتی ہیں، تاہم آج بھی زیادہ تر دیہی خواتین ان شعبوں میں بلا معاوضہ یا کم اجرت پر کام کرتی ہیں۔[13]

سب سے بڑا المیہ اس وقت یہ ہے کہ دیہاتی خواتین آج کے جدید دور میں بھی نہ صرف یہ کہ جدید ٹیکنالوجی کی سہولیات سے محروم ہیں، بلکہ انہیں مرد کے مقابلے میں دگنا کام بھی کرنا پڑتا ہے۔

چنانچہ غیر رسمی معاشی سرگرمیوں کے ساتھ ساتھ گھریلو ذمہ داریاں بھی یہی خواتین سنبھالتی نظر آتی ہیں جیسے کہ تولید، پانی اور ایندھن لانا، بچوں کی پرورش و نگہداشت، ریوڑ کو سنبھالنا اور ان کے لیے چارے کا بندوبست شامل ہیں۔ معاشرتی طور پر آج بھی عورت کو اسی ذلت اور حقارت کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے جو زمانہ جاہلیت میں تھا۔

[13] https://www.independenturdu.com/node/81826

OPEN ACCESS
CC BY

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Special Seerah Issue 2026
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published: August 31, 2026

دیہی خواتین کے معاشرتی وسماجی مسائل:

لفظ "معاشرتی" ماخوذ ہے معاشرہ سے، اور معاشرہ عربی زبان کے لفظ "عشر" سے مشتق ہے، جس کے معنی "دس" کے ہیں۔ لغات القرآن میں اس کی تعریف یوں ہے:

"معاشرہ عاشر یعاشر کا مصدر ہے اور یہ باب مفاعلہ سے ہے، اس کے معنی مل جل کر رہنے کے ہیں۔[14]

اصطلاحی معنی: اصطلاحاً معاشرہ کے معنی مل جل کر رہنے کے ہیں، اس لیے معاشرہ کا مطلب ایسے افراد کا مجموعہ ہے، جو ایک دوسرے کے ساتھ مل جل کر رہتے ہوں۔

مل جل کر رہنے میں ہی انسان کی بقا اور سلامتی اور اسی میں برکت بھی ہے۔ انسان پیدائش سے لے کر موت تک ایک دوسرے کے محتاج رہتے ہیں اور ایک دوسرے کی مدد ہی سے ترقی پاتے ہیں۔ اگر زندگی سے اجتماعیت کو نکال دیں تو انسانی بقا مشکل ہو جاتی ہے۔ اجتماعیت اور مل جل کر رہنا انسانی ترقی کی پہلی سیڑھی ہے۔

ظلم و تشدد:

عورت کے حقوق سے متعلق مختلف ادارے دنیا میں کام کر رہے ہیں، ان میں سے ایک "یو این او" بھی شامل ہے۔ ان اداروں کی رپورٹس کا مطالعہ کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ پاکستان میں خواتین پر تشدد کے واقعات میں اضافہ ہوا ہے، ان پُر تشدد واقعات کی بنیادی وجہ جہالت اور علم سے دوری ہے، رپورٹس میں یہ بھی بتایا گیا ہے کہ دنیا میں ہر تیسری عورت اور جنوبی ایشیا میں ہر دوسری عورت کو ظلم و تشدد کا سامنا ہے۔ عورتوں کی محنت و تجارت سے جنوبی اشیاء ہر سال لاکھوں ڈالر کماتا ہے۔ اس لحاظ سے عورت نہ صرف معاشرے کی اہم اکائی ہے، بلکہ معاشی استحکام میں بھی عورت کی ناقابل فراموش خدمات موجود ہیں، مگر افسوس! کہ پھر بھی عورت کا وقار مجروح ہے۔

زمانہ جاہلیت کی طرح آج بھی عورت کو غلام اور باندی سمجھ کر اسمگلنگ کے ذریعے لاکھوں کی تعداد میں فروخت کیا جاتا ہے، ہمارے ملک میں آبادی کا نصف حصہ سے زائد تقریباً 52 فیصد عورتوں پر مشتمل ہے۔ اتنی بڑی تعداد کے مسائل کو نظر انداز کرنا معاشرے کی بربادی کا سبب بن سکتا ہے۔

[14] نعمانی، عبدالرشید، مولانا، لغات القرآن، کراچی، دارالاشاعت، اردو بازار کراچی، 2007، ص: 197

OPEN ACCESS
CC BY

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Special Seerah Issue 2026
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published:
August 31, 2026

آئین پاکستان کے آرٹیکل 19 اور 25 کے مطابق خواتین کو معاشرے میں اسی مقام و مرتبہ کی مستحق ہیں جو معاشرے کے دیگر افراد کو حاصل ہے۔ آئین پاکستان، صنفی امتیازی رویوں کی حوصلہ شکنی کرتا ہے۔

طلاق اور خلع کے مسائل:

ہمارے معاشرے میں شادی و بیاہ سے متعلق عورت کی پسند و ناپسند کا بالکل احترام نہیں کیا جاتا، دیہاتی معاشرے میں اکثر لڑکی کا بچپن میں ہی کسی سے رشتہ طے کر دیتے ہیں، بالغ ہونے کے بعد اسی لڑکے سے نکاح کرنا لازم ہوتا ہے چاہے وہ لڑکا بد کردار اور نالائق ہی کیوں نا ہو۔

اس جبری نکاح کا سب سے بڑا نقصان یہ ہوتا ہے کہ میاں بیوی میں کبھی محبت اور الفت قائم ہی نہیں ہوتی۔ بیوی اپنے شوہر کو ناپسند کرنے کی وجہ سے اس کے حقوق و فرائض کا خیال نہیں رکھتی، جس سے شوہر کے دل میں نفرتیں جنم لیتی ہیں اور پھر بات ظلم و تشدد سے ہوتے ہوئے، طلاق تک پہنچ جاتی ہے۔ معاشرے میں مطلقہ عورت کو طرح طرح کے طعنے دیے جاتے ہیں، جس سے اس کا وقار مزید مجروح ہوتا ہے۔

طلاق یافتہ عورت کو دوسرے نکاح کے لیے کوئی مرد قبول کرنے کو تیار ہی نہیں ہوتا، مرد کے دل میں مختلف وسوسے ہوتے ہیں کہ آیا پہلے شوہر نے نا جانے کیوں اسے طلاق دی وغیرہ۔۔۔

معاشرے میں عورت کو انصاف کے حصول کے لیے بڑے مسائل کا سامنا رہتا ہے، دیہی خواتین اپنی لاعلمی اور جہالت کی وجہ سے انصاف فراہم کرنے والے اداروں تک پہنچ ہی نہیں پاتی، کسی طرح عورت اگر خلع کی درخواست لے کر عدالت پہنچنے میں کامیاب ہو بھی جائے، تو اسے دیہاتی معاشرے کے افراد غیرت کا معاملہ قرار دیتے ہوئے عدالت کے باہر قتل کر دیتے ہیں۔

بنیادی ضروریات کے مسائل:

اس جدید ٹیکنالوجی کے دور میں بھی دیہی عورت، گویا پتھر کے زمانے میں کسمپرسی والی زندگی گزارنے پر مجبور ہے، اسے بنیادی سہولیات تک میسر نہیں ہوتی۔

تسکنی کے مسائل:

دیہی علاقوں میں بنیادی سہولیات کا فقدان ہوتا ہے، دیہی خواتین کے پاس کوئی ذاتی گھر نہیں ہوتا، بلکہ وہ زمینداروں کی زمین پر کاشتکاری اور کھیتی باڑی کا کام کر کے انہی زمینداروں کی زمین پر کھلے آسمان تلے یا عارضی شیلٹر بنا کر زندگی گزارتی ہیں، جس میں صاف پینے کا پانی اور بجلی وغیرہ کی کوئی سہولت نہیں ہوتی۔

CC BY

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Special Seerah Issue 2026
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published:
August 31, 2026

صحت کے مسائل:

چونکہ دیہی علاقے، شہروں سے دور دراز ہوتے ہیں اور دیہی علاقوں میں کوئی ہسپتال وغیرہ نہیں ہوتے، تو خواتین علاج معالجہ کے لیے پریشان رہتی ہیں۔ بسا اوقات حاملہ خواتین، سہولیات کے فقدان کی وجہ سے دورانِ زچگی موت کے منہ میں چلی جاتی ہیں۔

نان ونفقہ کے مسائل:

دیہی علاقوں کے افراد معاشی طور پر بہت کمزور ہوتے ہیں، جس سے دیہی خواتین غربت کی زندگی گزارتی ہیں۔ انہیں دو وقت کا پیٹ بھر کر کھانا تک نصیب نہیں ہوتا، عمدہ اور لذیذ کھانے صرف خواب ہوتے ہیں، دیہی علاقوں کے افراد عمدہ لباس عید پر بھی بمشکل پہنتے ہیں اسی غربت کی وجہ سے مرد حضرات اپنی بیویوں کو پوری طرح نان ونفقہ اور جیب خرچی دینے سے عاجز رہتے ہیں۔

تحقیقی رپورٹیں:

2003 میں ایگریکلچر یونیورسٹی فیصل آباد کی جانب سے دیہی خواتین کے احوال و مسائل سے متعلق ایک تحقیقی سروے کیا گیا، جس میں انہوں نے زراعت پیشہ خواتین کے مسائل سے متعلق کچھ اپنے مشاہدات پیش کئے تھے۔ اس سروے کو بعد میں شائع بھی کیا گیا۔[15]

حقائق کا خلاصہ:

1. کچھ سماجی روایتوں کو مقدس سمجھا جاتا ہے، اور ان روایات کے مطابق عورت کو معاشرے میں صنفِ اول کے کردار کے طور نہیں پیش کیا جا سکتا ہے۔
2. کچھ دینی ومذہبی تعلیمات کو غلط رنگ دے کر ان کے مطابق عورت کو دبا کر رکھا جاتا ہے، اور اس کی خدمات کو کوئی اہمیت اور ستائش نہیں دی جاتی ہے۔
3. کسان میں سے ہر ایک، ذات پات کے لحاظ سے اپنا خاص ایک نقطہ نظر رکھتا ہے۔

2003 اور 2004 میں کیے جانے والے "لیبر سروے" میں بھی خواتین کے متعلق کچھ مشاہدات پیش کئے گئے ہیں۔

1. کسان خواتین کی تعداد تقریباً 4.75 فیصد بتائی گئی ہے۔
2. کھیتی باڑی کے شعبے میں اکثر خواتین محض اپنے شوہروں کا بلا معاوضہ ہاتھ بٹانے کی کوشش کرتی ہیں، ان کا یہ کام شوہر کا ہی کام سمجھا جاتا ہے۔

[15] Pakistan Journal of agriculture and Science, (2003) Vol. 40, P.3-4

CC BY

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Special Seerah Issue 2026
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published:
August 31, 2026

3. پاکستان میں جب سے این جی اوز نے کام کرنا شروع کیا ہے، تب سے کچھ علاقوں میں خواتین کو ان کے کام کا معاوضہ ادا کیا جانے لگا ہے۔ یہ بھی صرف ان علاقوں میں ہوا، جہاں این جی اوز کے کارکن پہنچ پائے ہیں۔

ان تمام رپورٹس سے معلوم ہوتا ہے کہ خواتین اپنے حقوق سے ناواقف ہیں، انہیں تعلیم کی کمی کی وجہ سے ظلم و تشدد اور استحصال کا سامنا ہے۔ خواتین معاشرے کا اہم جز ہیں، جن کے مسائل کا حل وقت کی اہم ضرورت ہے۔

دیہی خواتین کے عائلی وخانگی مسائل:

دیہی خواتین کے عائلی مسائل انتہائی سنجیدہ مسائل میں سے ہیں، جنہیں نظر انداز کرنا خطرناک ثابت ہو سکتا ہے۔ اگرچہ نام علاقائی زبان کی وجہ سے تبدیل ہوں گے لیکن ان میں عورت کے حقوق کے استحصال کا ایک ہی طریقہ اپنایا گیا ہے، جو ہر صوبے کے دیہات میں پائے جاتے ہیں۔

1. قران کریم سے شادی۔
2. ونی کی رسم ۔
3. وٹے سٹے کا نکاح۔
4. وراثت سے محرومی۔
5. رسم جہیز۔
6. پسند کی شادی۔
7. کاروکاری/غیرت کے نام پر قتل ۔
8. گھریلو تشدد ۔

قران کریم سے شادی:

دیہی علاقوں میں ایک فرسودہ نظام جو عرصہ دراز سے چلتا آرہا ہے، جس پر عقل ماتم کرتی ہے، وہ ہے لڑکی کی قرآن کریم سے شادی۔[16] دیہی علاقوں میں جائیداد کے بٹوارے سے بچنے اور لڑکی کو جائیداد سے محروم رکھنے کے لیے، اس کی قرآن کریم سے شادی کرادی جاتی ہے۔

ونی کی رسم :

ونی کی رسم بھی دیہاتی اور قبائلی علاقوں میں پائی جاتی ہے۔ اس سے مراد یہ ہے کہ لڑکی کو قتل کے بدلے مقتول کے خاندان میں سے کسی ایک سے (جس کا فیصلے میں نام طے ہو) نکاح کرادیا جاتا ہے، گویا یہ لڑکی مالی جرمانے کے عوض دی گئی ہے۔ اب مقتول کے خاندان والے لڑکی سے جانوروں سے بھی بدتر سلوک کرتے ہیں۔

[16] البخاری:، الجامع الصحیح البخاری، باب الاکفاء فی الدین، رقم: 5090

OPEN ACCESS

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Special Seerah Issue 2026

ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)

Published:
August 31, 2026

وٹے سٹے کا نکاح:

اسے نکاحِ شغار بھی کہا جاتا ہے۔یعنی دو خاندانوں میں بغیر حق مہر کے لڑکیوں کا تبادلہ ہوتا ہے۔اس نکاح میں اگر ایک خاندان اپنی بہو پر ظلم کرتا ہے، تو دوسرا اپنی اسی بیٹی کا بدلہ لینے کے لیے اپنی بہو پر تشدد کرتا ہے۔

وراثت سے محرومی:

دیہاتی علاقوں میں زمانہ جاہلیت کی طرح عورت کو وراثت کے حق سے محروم رکھا جاتا ہے۔

رسم جہیز:

اس رسم کے حوالے سے تقریباً پورے پاکستان میں یکساں سلوک پایا جاتا ہے۔ اس رسم سے مراد لڑکی والوں سے جہیز طلب کیا جاتا ہے، ورنہ لڑکی ہمیشہ کے لیے کنواری بیٹھی رہتی ہے۔

پسند کی شادی:

دیہی علاقوں میں لڑکیاں پسند کی شادی کا سوچ بھی نہیں سکتی، ورنہ غیرت کے نام پر ان کا قتل کر دیا جاتا ہے۔

شاہد حسین رزاقی لکھتے ہیں:

"پاکستان کے بعض علاقوں میں یہ رواج ہے کہ والدین اپنے بچوں کی منگنی یا تو پیدائش کے فوراً بعد کر دیتے ہیں، یا اس وقت کرتے ہیں جب وہ بچے ہی ہوتے ہیں اور بچپن کی اس منگنی کو بڑی اہمیت دی جاتی ہے۔ بعض لوگ اس کو عزت کا مسئلہ تصور کرتے ہیں اور بچپن کی منگنی کو توڑنا نہایت برا سمجھتے ہیں۔ یہ بری رسم پنجاب اور سندھ میں زیادہ پائی جاتی ہے۔ بچپن میں منگنی کرتے وقت لڑکے اور لڑکی کی عمر میں فرق کا بالکل لحاظ نہیں رکھا جاتا۔"[17]

کاروکاری/غیرت کے نام پر قتل :

کاروکاری سندھی زبان کا لفظ ہے۔کارو کا مطلب "بدکردار مرد" جبکہ کاری کا مطلب "بدکردار عورت"[18] عرف عام میں مرد و عورت کا ایک دوسرے سے ناجائز تعلقات قائم کرنا کاروکاری کہلاتا ہے۔

[17] شاہد حسین زراقی،"پاکستانی مسلمانوں کے رسوم و رواج"سنگ میل پبلی کیشنز لاہور،1996، ص: 456

CC BY

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Special Seerah Issue 2026
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published:
August 31, 2026

معروف قانون دان رشیدہ پٹیل اپنی کتاب "عورت بنام مرد" میں لفظ کاروکاری کے متعلق لکھتی ہیں:

"غیرت کے نام پر قتل کرنے کو سندھ میں کاروکاری، پنجاب میں کالا کالی، خیبر پختونخواہ میں تور، تورااور بلوچستان میں سیاہ کاری کہا جاتا ہے۔ اسی جرم میں مجرم کو کارو اور مجرمہ کو کاری کہتے ہیں۔"[19]

گھریلو تشدد کے اسباب:

دیہی خواتین کے مسائل میں سے گھریلو تشدد ایک اہم مسئلہ ہے۔

جس کے اسباب درج ذیل ہیں:

1. مذہب سے دوری
2. خاندان، کم پڑھی لکھی لڑکی اور تشدد
3. معاشی بدحالی اور عورتوں پر تشدد
4. خاندان کی نوعیت اور تشدد
5. خاندان، اولاد نرینہ اور تشدد
6. خاندان، ازدواجی حیثیت اور تشدد
7. مرد کی حاکمیت
8. شوہر کو وقت پر کھانا نہ ملنا
9. شک وشبہ[20]

پاکستان میں تعلیمی مسائل

اس وقت پاکستان پوری دنیا کی نسبت سب سے کم شرح خواندگی والے ممالک میں سے ایک ہے۔ ایک اندازے کے مطابق دو کروڑ 26 لاکھ سے زائد بچے اسکول نہیں جاتے اور شرح خاندگی صرف 58 فیصد ہے۔

پاکستان کو اپنی آبادی، خصوصا پسماندہ بچوں کو بہترین تعلیم کی فراہمی، میں مختلف رکاوٹوں کا سامنا ہے۔ ورلڈ بینک کے مطابق پاکستان دنیا کی سب سے کم شرح خواندگی والے ممالک میں سے ایک ہے۔ جہاں صرف 58 فیصد بالغ افراد لکھنا پڑھنا جانتے ہیں۔

[18] سندھی اردو لغت،سندھی ادبی بورڈ،1998، ص: 17
[19] رشیدہ پٹیل، "عورت بنام مرد" انجمن وکلاء خواتین ،2004، ص:163
[20] شادی شدہ خواتین پر گھریلو تشدد کے اسباب و اثرات،مسرت شاہین،پی ایچ ڈی عمرانیات،2014،جامعہ کراچی،ص:85

OPEN ACCESS
CC BY

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Special Seerah Issue 2026
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published:
August 31, 2026

مزید برآں غربت، سہولیات کا فقدان اور سماجی خدشات کی وجہ سے بہت سے بچے، خاص طور پر کم آمدنی والے گھرانوں کے، اسکول جانے سے قاصر ہیں۔ بہت سے دیہی علاقوں کے اسکولوں میں پینے کا صاف پانی، بجلی اور صفائی ستھرائی جیسی ضروری سہولیات کا فقدان ہے۔

پاکستان کی مجموعی تعلیمی صورتحال بالخصوص دیہی علاقوں میں خواندگی کی شرح پر معروف ماہر تعلیم اور تجزیہ نگار ڈاکٹر ناظر محمود کہتے ہیں:

"پاکستان میں خواندگی کا مجموعی تناسب 40 فیصد ہے، لیکن بلوچستان اور وہاں کے قبائلی علاقوں میں یہ شرح مزید کم ہو کر پانچ اور 10 فیصد کے درمیان رہ جاتی ہے۔ تقریباً یہی شرح صوبہ خیبر پختونخوا کے قبائلی علاقوں میں بھی دیکھنے کو ملتی ہے، اور پنجاب کے دیہاتوں میں اس کی شرح 20 فیصد ہے۔"[21]

ڈاکٹر ناظر محمود سے جب یہ پوچھا گیا، کہ پنجاب کی دیہی علاقوں کی خواتین میں انتہائی کم شرح خواندگی کی اہم وجوہات کیا ہیں؟۔ تو انہوں نے بتایا کہ:

" پہلا مسئلہ یہ ہے کہ دیہی علاقوں میں تعلیمی ادارے بہت کم ہیں۔ اگر کہیں ہیں، تو کافی مسافت پر واقع ہیں۔ پھر پدرشاہی معاشرے میں بچوں کو اسکول پہنچانے اور واپس گھر لانے کی ذمہ داری گھروں کے مردوں پر عائد ہے، اور وہ اور وہ سستی کرتے ہیں۔ بلکہ دیہی علاقوں میں ٹرانسپورٹ کا فقدان بھی ایک اہم وجہ ہے۔"[22]

سماجی و معاشی مسائل کا حل

سماجی مسائل کا حل

شرف و احترام نسواں:

ہجرت مدینہ کے بعد رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یثرب میں مکمل اسلامی ریاست کی بنیاد ڈالی۔ اسلامی ریاست کی بنیاد ڈالتے ہی اسلامی معاشرہ وجود میں آنے لگا۔ چنانچہ معاشرتی امن و امان کے لیے رسولِ خدا نے یہود کے تمام قبائل (جو اس وقت مدینہ میں رہائش پذیر تھے) کے ساتھ میثاقِ مدینہ کے ذریعے "امن معاہدہ" پر دستخط کیے۔

جب غیر مسلموں سے فراغت ہوئی، تو حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے انصار اور مہاجر کے مہاجرین کے درمیان "رشتہ مواخات" قائم کر دیا، جس میں انصار نے خوب ایثار اور ہمدردی کا مظاہرہ کیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی معاشرتی زندگی گزارنے کے مبارک عمل اور طور طریقے سے جہاں دیگر زمانہ جاہلیت کی رسوم دم توڑنے لگی، وہیں عورت کی محرومیت اور بے چارگی کا دور بھی رخصت ہونے لگا۔ حضور کی پاکیزہ زندگی کے نمونے سے خواتین کو وہ مقام و مرتبہ ملا کہ رہتی دنیا تک مثال بن گیا۔

[21] پنجاب میں دیہی خواتین کے مسائل اور ان کا حل اسلامی تعلیمات کے تناظر میں، حافظہ خدیجہ امان اللہ، 2018، دی یونیورسٹی آف لاہور، لاہور، ص:77

[22] ایضاً

CC BY

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Special Seerah Issue 2026
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published: August 31, 2026

چنانچہ حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے بیٹی کی پیدائش کو باعثِ رحمت قرار دیا، جس سے اہل عرب میں بچیوں کو زندہ در گور کرنے کی قبیح رسم دم توڑ گئی۔ ماں کے قدموں تلے جنت کی بشارت سنائی، اور عورت کو بیوی کے روپ میں گھر والوں کے لیے رحمت قرار دے دیا جبکہ بہن کو گھر کے لیے برکت کا باعث کہہ دیا۔[23]

حکمتِ تخلیق نسواں:

اللہ تعالی نے حضرت آدم علیہ السلام کی دل جوئی اور تسکین کے لیے، حضرت حوا علیہا السلام کے روپ میں اس کے لیے جوڑا بنایا، جس سے نسل انسانی چل پڑی، جس سے واضح طور پر معلوم ہوتا ہے کہ عورت معاشرے کا اہم جز ہے، جس کے بغیر معاشرے کا ارتقاء ناممکن ہے۔

اللہ تعالی کا حضرت آدم علیہ السلام کے لیے بی بی حوا کو پیدا کرنا، در حقیقت اس بات کا ثبوت ہے کہ ابتدائے خاندان کی اصل جڑ، زوجین ہیں۔

اللہ تعالی کا ارشاد ہے:

﴿وَمِنۡ اٰيٰتِهٖۤ اَنۡ خَلَقَ لَكُمۡ مِّنۡ اَنۡفُسِكُمۡ اَزۡوَاجًا لِّتَسۡكُنُوۡۤا اِلَيۡهَا وَجَعَلَ بَيۡنَكُمۡ مَّوَدَّةً وَّرَحۡمَةً ؕ اِنَّ فِىۡ ذٰ لِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوۡمٍ يَّتَفَكَّرُوۡنَ﴾[24]

"اور اس کی نشانیوں میں سے یہ ہے کہ اس نے تمہارے لیے تمہاری ہی جنس سے بیویاں بنائیں تاکہ تم ان کے پاس سکون حاصل کرو اور تمہارے درمیان محبّت اور رحمت پیدا کر دی۔ یقیناً اس میں بہت سی نشانیاں ہیں ان لوگوں کے لیے جو غور و فکر کرتے ہیں"[25]

اس آیت کریمہ کے تحت امام رازی رحمہ اللہ تعالی فرماتے ہیں:

"اگر اللہ تعالی انسان کا جوڑا انسانوں کے علاوہ دوسری کسی مخلوق، جیسے جنات یا حیوانات سے بناتا، تو میاں بیوی میں وہ اُنس اور محبت پیدا نہ ہو سکتی، جو انسان کا جوڑا انسان ہی کے بنانے سے ہوتی ہے۔ دو مختلف جنسوں کا آپس میں کبھی طبعی میلان نہیں ہوتا۔"[26]

خواتین اور حُسنِ معاشرت:

سورۃ النساء کی آیت نمبر 19 میں رب العالمین کا حکم ہے:

﴿وَعَاشِرُوۡهُنَّ بِالۡمَعۡرُوۡفِ﴾[27]

"ان کے ساتھ بھلے طریقے سے زندگی بسر کرو۔"[28]

[23] دیکھئے: ثریا بتول علوی، اسلام میں عورت کا مقام، اسلامک بک فاؤنڈیشن، نئی دہلی، 1993ء، ص:15
[24] الروم:21/30
[25] مودودی، تفہیم القرآن، ص:743
[26] ابو عبداللہ محمد بن عمر تیمی رازی، مفاتیح الغیب، دارالفکر، بیروت، 1401ھ، ج:25، ص:111
[27] النساء:19/4

OPEN ACCESS
CC BY

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Special Seerah Issue 2026
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published: August 31, 2026

"المعروف" سے مراد گفتگو میں نہایت شائستگی اور باتوں میں حلاوت اور مٹھاس ہے۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ "رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ازواج یا خادموں میں سے کبھی کسی کو نہ مارا نہ کسی سے کوئی ذاتی انتقام لیا"[29]

خطبہ حجۃ الوداع کے موقع پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جہاں دیگر ضروری ہدایات جاری فرمائیں، وہیں خواتین سے متعلق بھی ضروری اور خصوصی احکامات جاری کرتے ہوئے فرمایا: "تمہاری عورتوں کا تم پر حق ہے، انہیں اچھے انداز سے رکھنا، اچھا کھانا کھلانا، اچھا پہنانا۔"

دوسری روایت میں فرمایا:

"تم میں بہترین وہ ہے جو اپنے اہل وعیال کے لیے بہترین ہو اور میں تم سب میں اپنے اہل وعیال کے لیے بہترین ہوں۔"[30]

ان تمام باتوں سے واضح معلوم ہوتا ہے کہ عورت سے بیزاری اور نفرت، کوئی زُہد اور تقویٰ کی دلیل نہیں، بلکہ عورت کو اللہ تعالیٰ کی نعمت جانتے ہوئے، اس کی عزت اور تکریم میں معاشرے کی بقا ہے۔

حقوق نسواں:

معاشرے میں عورت چار حیثیتوں سے پہچانی جاتی ہے؛

1. ماں
2. بیوی
3. بیٹی
4. بہن

عورت بحیثیت ماں:

رب کریم نے قرآن مجید میں اپنی عبادت کے بعد بھلائی اور حُسنِ عمل اور حُسنِ اخلاق کا حقدار والدین کو ٹھہرایا ہے۔ چنانچہ سورہ بنی اسرائیل میں ارشاد ہے:

[28] مودودی، تفہیم القرآن، ص:334
[29] حوالہ محسن انسانیت ص: 98
[30] ترمذی، جامع الترمذی، كتاب المناقب عن رسول الله، باب فَضْلِ أَزْوَاجِ النَّبِيِّ، رقم:3895

CC BY

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Special Seerah Issue 2026
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published:
August 31, 2026

﴿وَقَضٰى رَبُّكَ اَلَّا تَعۡبُدُوۡۤا اِلَّاۤ اِيَّاهُ وَبِالۡوَالِدَيۡنِ اِحۡسَانًا ؕ اِمَّا يَبۡلُغَنَّ عِنۡدَكَ الۡكِبَرَ اَحَدُهُمَاۤ اَوۡ كِلٰهُمَا فَلَا تَقُلْ لَّهُمَاۤ اُفٍّ وَّلَا تَنۡهَرۡهُمَا وَقُلْ لَّهُمَا قَوۡلًا كَرِيۡمًا ﴾ [31]

"تیرے ربّ نے فیصلہ کر دیا ہے کہ: تم لوگ کسی کی عبادت نہ کرو، مگر صرف اُس کی۔ والدین کے ساتھ نیک سلوک کرو۔ اگر تمہارے پاس اُن میں سے کوئی ایک یا دونوں بُوڑھے ہو کر رہیں تو انہیں اُف تک نہ کہو، نہ انہیں جِھڑک کر جواب دو، بلکہ ان سے احترام کے ساتھ بات کرو" [32]

حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے ماں کے قدموں تلے جنت تلاش کرنے کا حکم دے کر عورت کی بحیثیت ماں، قدر بڑھادی۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، فرماتے ہیں: کہ ایک شخص رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر پوچھنے لگا۔ یارسول اللہ: میرے حُسن اخلاق اور اچھے سلوک کا سب سے زیادہ حقدار کون ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "تیری ماں" سائل نے پوچھا پھر کون؟ حضور نے فرمایا "تیری ماں" فرمایا پھر کون؟ حضور نے فرمایا: تیرا والد۔" [33]

ایک اور روایت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"ان اللہ حرم علیکم عقوق الامہات "

ترجمہ: بے شک اللہ تعالی نے تم پر ماؤں کی نافرمانی حرام قرار دی ہے۔ [34]

عورت بحیثیت بیوی:

دنیا میں سب سے پرانا رشتہ میاں بیوی کا ہے۔ اللہ تعالی نے آدم علیہ السلام کی دلجوئی اور تسکین کے لیے، اسی کی جنس سے حوا علیہا السلام کو پیدا فرمایا۔[35] اسلام سے قبل عورت کو گھر کی خادمہ اور ملازمہ سمجھا جاتا تھا، معاشرے میں اس کی کوئی عزت نا تھی، لیکن اسلام نے عورت کو بحیثیت بیوی وہ عزت و تکریم بخشی، جس کی مثال تاریخ عالم میں نہیں ملتی۔

بیوی کے حقوق سے متعلق قرآن کریم کا ارشاد ہے:

﴿وَلَهُنَّ مِثۡلُ الَّذِىۡ عَلَيۡهِنَّ بِالۡمَعۡرُوۡفِ﴾ [36]

"عورتوں کے لیے بھی معروف طریقے پر ویسے ہی حقوق ہیں، جیسے مردوں کے حقوق ان پر ہیں۔" [37]

[31] بنی اسرائیل:23/17
[32] مودودی، تفہیم القرآن، ص:609
[33] ابن ماجہ، سنن ابن ماجہ، کتاب الادب، باب بر الوالدین، رقم: 3658 ؛ محمد ثانی ،حافظ،ڈاکٹر،تجلیات سیرت، ص: 220
[34] بخاری، جامع الصحیح البخاری ،کتاب الادب،باب عقوق الوالدین من الکبائر، رقم:5975
[35] الروم: 21/30
[36] البقرۃ:228/2
[37] مودودی،تفہیم القرآن،ص:173

OPEN ACCESS

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Special Seerah Issue 2026
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published: August 31, 2026

اسلام سے قبل عورت کو شوہر کے ترکہ (میراث) سے کوئی حصہ نہیں ملتا تھا۔ لیکن اسلام نے خاوند کے ترکہ میں بیوی کے لیے حصہ مقرر کرتے ہوئے سورۃ النساء میں یوں ارشاد فرمایا:

﴿وَلَهُنَّ الرُّبُعُ مِمَّا تَرَكْتُمْ اِنْ لَّمْ يَكُنْ لَّكُمْ وَلَدٌ ۚ فَاِنْ كَانَ لَكُمْ وَلَدٌ فَلَهُنَّ الثُّمُنُ مِمَّا تَرَكْتُمْ ۔۔۔الخ ﴾[38]

"اور وہ تمہارے ترکہ میں سے چوتھائی کی حق دار ہوں گی اگر تم بے اولاد ہو، ورنہ صاحبِ اولاد ہونے کی صُورت میں اُن کا حصّہ آٹھواں ہوگا۔۔۔الخ"[39]

اسلام کی امتیازی خصوصیت یہ ہے کہ اس نے میاں بیوی کے حقوق میں توازن رکھا۔ میاں بیوی کو ایک دوسرے کے حقوق کا محافظ قرار دیا۔

عورت بحیثیت بیٹی:

زمانہ جاہلیت میں بیٹی کی پیدائش کو ذلت، رسوائی اور عار کا باعث سمجھا جاتا تھا، مگر اسلام نے بیٹی کو باقاعدہ میراث میں حصہ دار ٹھہرا کر معاشرے کا برابر فرد قرار دے دیا۔

حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا جب حضور علیہ الصلوۃ والسلام کے پاس آتی تو حضور ان کے استقبال میں کھڑے ہو جاتے اور پیشانی پر بوسہ دیتے۔ بیٹی اللہ تعالی کا انمول تحفہ ہے۔ سیرت کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ بچی کی پیدائش کو منحوس نہ سمجھا جائے، بلکہ بیٹی رحمت ہے، اور اس پر خوش ہونا چاہیے، اس کی اچھی تربیت کی جائے اسے عمدہ تعلیم سے آراستہ کیا جائے، اس کے ساتھ ہمیشہ عزت واحترام اور پیار و محبت کا رشتہ قائم رکھا جائے۔[40]

عورت بحیثیت بہن:

اسلام نے عورت کے حقوق بڑی وضاحت سے بیان کر دیے ہیں۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جس کے پاس تین لڑکیاں یا تین بہنیں یا دو لڑکیاں یا دو بہنیں ہوں اور وہ ان کے ساتھ اچھا سلوک کرے اور ان کے حقوق کے سلسلے میں اللہ سے ڈرے تو اس کے لیے جنت ہے۔[41]

معاشی مسائل کا حل:

قرآن و حدیث کا گہرائی سے مطالعہ کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ خواتین پر یوم پیدائش سے یوم وفات تک کہیں بھی معاشی ذمہ داری عائد نہیں کی گئی، بلکہ ہمیشہ عورت کا نان ونفقہ اور رہائش کا بندوبست مرد کی ذمہ داری قرار دی گئی ہے۔

[38] النساء:12/4
[39] مودودی، تفہیم القرآن ،ص:328
[40] ابوداود،سلیمان بن شعث،سنن ابی داود،باب فضل من عال فی یتامیٰ،مکتبہ معارف للنشر والتوزیع،ص:931
[41] ترمذی،جامع الترمذی،کتاب البر والصلة،باب ماجاء فی النفقة علی البنات والاخوات،رقم:1912

OPEN ACCESS

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Special Seerah Issue 2026
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published: August 31, 2026

آج کے دورِ جدید میں عورت کے معاش سے متعلق قرآن و حدیث کے واضح احکامات موجود ہیں۔ اگر سیرت النبی کی روشنی میں ان پر عمل کیا جائے تو عورت کو معاش کے لیے دربدر ہونے کی ضرورت ہی نہ پڑے۔

وراثت سے متعلقہ مسائل کا حل:

دورِ حاضر میں زمانہ جاہلیت کی طرح عورت کو نہ صرف عزت و تکریم سے محروم رکھا جاتا ہے، بلکہ اسے میراث میں بھی حصہ دار نہیں سمجھا جاتا، حالانکہ قرآن کریم نے واضح طور پر عورت کو ہر حیثیت سے چاہے ماں ہو، بیوی ہو، بیٹی ہو، یا پھر بہن ہو، میراث میں حصہ دار بنایا ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَلِلنِّسَآءِ نَصِيْبٌ مِّمَّا تَرَكَ الْوَالِدٰنِ وَالْاَقْرَبُوْنَ مِمَّا قَلَّ مِنْهُ اَوْ كَثُرَ ۭ نَصِيْبًا مَّفْرُوْضًا﴾[42]

"اور عورتوں کے لیے بھی اُس مال میں حصّہ ہے جو ماں باپ اور رشتہ داروں نے چھوڑا ہو، خواہ تھوڑا ہو یا بہت، اور یہ حصّہ (اللہ کی طرف) سے مقرر ہے"[43]

عہد نبوی کی چند مثالیں:

یوں تو عورت پر معاش کی کوئی ذمہ داری عائد نہیں ہوتی، تاھم اگر عورت بے سہارا ہو، یا پھر خاوند کی آمدن سے گھر چلانا مشکل ہو، تو عورت، شریعت کی حدود میں رہتے ہوئے کسب معاش کے چاروں ذرائع (تجارت، زراعت، دستکاری) سے استفادہ کر سکتی ہے۔

چنانچہ عہد رسالت کی خواتین نے کسب معاش کے لیے تمام جائز ذرائع اپنا کر گزر بسر کیا۔ ان میں نمایاں مثال حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی دی جاتی ہے کہ ان کے تجارتی قافلے ملک شام تک جاتے تھے، چنانچہ قبل از نبوت حضور علیہ الصلوۃ والسلام ام المومنین حضرت خدیجہ کے تجارتی قافلہ ملک شام لے کر گئے۔[44]

اسی طرح ام المومنین حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا دستکاری کے پیشے سے منسلک تھیں۔[45] اور حضرت حولاء رضی اللہ عنہا عطر فروش کر کے گزر بسر کرتی تھیں۔[46]

دور حاضر کی خواتین کے لیے صحابیات کی زندگی مشعل راہ ہے۔ آج کے جدید دور میں بھی خواتین، صحابیات کے نقش قدم پر چلتی ہوئی اپنے گھر کا چولہا جلا سکتی ہیں اور محتاجی سے بچ سکتی ہیں۔

[42] النساء:7/4
[43] مودودی ،تفہیم القرآن ،ص:324
[44] مودودی ،سید ابوالاعلی ،مولانا،سیرت سرور عالم،(لاہور،ادارہ ترجمان القرآن ،1989ء)ص: 117
[45] اسد الغابہ، ج:6،ص:126
[46] اسد الغابہ،ج:6، ص:75

OPEN ACCESS
CC BY

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Special Seerah Issue 2026
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published: August 31, 2026

سیرت النبی کا بغور مطالعہ کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ عورت کو عہد رسالت میں شریعت کی حدود میں رہتے ہوئے مکمل آزادی حاصل تھی۔ عہد رسالت میں خواتین خود کو معاشی طور پر مستحکم کرنے کے لیے زراعت کے شعبے سے منسلک ہو کر کھیتی باڑی بھی کرتی نظر آئی ہیں۔ یہاں تک کہ جانوروں کی چرائی کا کام بھی صحابیات سے ثابت ہے۔ اس حوالے سے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی والدہ کی مثال دی جاسکتی ہے کہ وہ لوگوں کے گھروں میں خادمہ کے طور پر کام کرتی تھی اور اجرت پر ریوڑ چرانے کی خدمات بھی سرانجام دیتی تھی۔[47]

خواتین کے عائلی وخانگی مسائل کا حل

عائلی زندگی کا مفہوم:

عائلی زندگی کے لیے اردو زبان میں "خاندانی زندگی" کی اصطلاح استعمال ہوتی ہے، جبکہ عربی زبان میں "الاسرۃ، عائلۃ" اور فارسی میں خانوادہ کہا جاتا ہے، عرف عام میں اس کو "کنبہ" اور برادری کے معنی میں لیا جاتا ہے۔ خاندان معاشرے کی اہم اکائی ہے۔ جس معاشرے میں خاندانی نظام نہیں ہوتا وہ معاشرہ در حقیقت برباد ہے۔ معاشرے کی بقاء خاندانی اور عائلی زندگی کی کامیابی پر منحصر ہے۔

میاں بیوی عائلی و خاندانی زندگی کا اہم حصہ ہیں۔ میاں بیوی کو ایک دوسرے کے حقوق کا محافظ قرار دیا گیا ہے۔ عصر حاضر میں عائلی زندگی کو متعدد مسائل کا سامنا ہے، مگر سیرت النبی کی روشنی میں اس کا حل موجود ہے۔

بارگاہ رسالت میں خواتین کی شکایات اوران کا ازالہ:

عورت جنسِ کمزور اور صنفِ نازک ہونے کے سبب ہمیشہ ظلم و ستم کا سامنا کرتی رہی ہے۔ عہد نبوی میں عورت پر مظالم کا باب اقدارِ جاہلی نے کھولا۔ حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے اپنے اسوہ حسنہ کے ذریعے اس کا سدِباب شروع کیا، جس کے جلد ہی مثبت نتائج آنا شروع ہو گئے۔

عہد نبوی میں زبردستی نکاح کی شکایات:

شریعت مطہرہ نے نکاح کے معاملے میں لڑکا اور لڑکی کی رضامندی لازمی قرار دی ہے اور جبری شادیوں کا رد کیا ہے۔

[47] تفصیل کے دیکھیے: فتوح البلدان، جلد 1، ص:513

OPEN ACCESS
CC BY

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Special Seerah Issue 2026
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published:
August 31, 2026

«لَا تُنْكَحُ الْأَيِّمُ حَتَّى تُسْتَأْمَرَ، وَلَا تُنْكَحُ الْبِكْرُ حَتَّى تُسْتَأْذَنَ»، قَالُوا : يَا رَسُولَ اللَّهِ ، وَكَيْفَ إِذْنُهَا ؟ قَالَ : «أَنْ تَسْكُتَ»[48]

"نبی کریم ﷺ نے فرمایا بیوہ عورت کا نکاح اس وقت تک نہ کیا جائے جب تک اس کی اجازت نہ لی جائے اور کنواری عورت کا نکاح اس وقت تک نہ کیا جائے جب تک اس کی اجازت نہ مل جائے۔ صحابہ نے کہا کہ یارسول اللہ! کنواری عورت اذن کیونکر دے گی۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ اس کی صورت یہ ہے کہ وہ خاموش رہ جائے۔ یہ خاموشی اس کا اذن سمجھی جائے گی۔"

ناپسندیدہ اور جبری نکاح کو عورت کی شکایت پر حضور علیہ السلام نے رد کیا۔

عَنْ خَنْسَاءَ بِنْتِ خِذَامٍ الْأَنْصَارِيَّةِ ، أَنَّ أَبَاهَا زَوَّجَهَا وَهِيَ ثَيِّبٌ ، فَكَرِهَتْ ذَلِكَ ، فَأَتَتْ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ، فَرَدَّ نِكَاحَهُ.[49]

"حضرت خنساء بنت خذام انصاریہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ان کے والد نے ان کا نکاح کر دیا تھا، وہ ثیبہ تھیں، انہیں یہ نکاح منظور نہیں تھا، اس لیے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں، آنحضرت ﷺ نے اس نکاح کو فسخ کر ڈالا۔"

اس حدیث کے ضمن میں حافظ ابن حجر عسقلانی نے فتح الباری میں درج ذیل تفصیلات ذکر کی ہیں:

1. حضرت خَنساء بنتِ خِزام حضرت اُنیس بن قتادہ کی بیوہ تھیں۔
2. حضرت اُنیس بن قتادہ رضی اللہ عنہ غزوہ احد میں شہید ہو گئے تھے۔
3. حضرت خنساء کو پہلے شوہر یعنی حضرت اُنیس بن قتادہ سے ایک بیٹا بھی تھا۔

حضرت خنساء رضی اللہ عنہا اپنے پہلے شوہر کی شہادت کے بعد اپنے دیور ابولبابہ سے دوسرا نکاح کرنا چاہتی تھی، کیونکہ وہ انہیں پسند تھا۔[50]

درج بالا تشریحات کی روشنی میں یہ بات واضح ہوتی ہے؛

1. کہ عورت کی جبری شادی کی شریعت میں اجازت نہیں ہے۔
2. نکاح کے معاملے میں عورت کی پسند وناپسند کا احترام کرنا لازم ہے۔

ابن ماجہ میں کنواری لڑکی کی جبری شادی سے متعلق بھی روایت موجود ہے، جس سے معلوم ہوتا ہے کہ لڑکی چاہے باکرہ ہو یا ثیبہ، دونوں صورتوں میں اس کی جبری شادی اسلام میں ممنوع ہے۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ ، أَنَّ جَارِيَةً بِكْرًا أَتَتِ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ، فَذَكَرَتْ لَهُ أَنَّ «أَبَاهَا زَوَّجَهَا وَهِيَ كَارِهَةٌ ، فَخَيَّرَهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ»[51]

[48] بخاری،الصحیح البخاری،کتاب النکاح،باب لایُنکح الابُ وغیرہُ البکرَ والثیبَ الا بِرِضاھا،رقم:5136
[49] بخاری، الصحیح البخاری ،کتاب النکاح، باب اذا زوج ابنتہ وھی کارھۃ،رقم:5138
[50] ابن حجر، احمد بن علی، العسقلانی، فتح الباری، جلد 15، بیروت، دار الرسالہ العالمیہ،ص:380
[51] ابن ماجہ ،سنن ابن ماجہ،کتاب النکاح ،باب من زوج ابنتہ وھی کارھۃ،رقم: 1875

OPEN ACCESS
CC BY

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Special Seerah Issue 2026
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published: August 31, 2026

"حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک کنواری لڑکی نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور بتایا کہ اس کے والد نے اس کا نکاح کر دیا ہے جب کہ وہ (اس رشتے سے) ناخوش ہے۔ نبی ﷺ نے اسے (نکاح قائم رکھنے یا نہ رکھنے کا) اختیار دے دیا۔"

مذکورہ بالا تمام احادیث کی روشنی میں یہ بات واضح ہو گئی کہ نکاح کے معاملے میں عورت پر اسکی رضامندی کے بغیر جبر کی ہر گز اجازت نہیں۔

نان نفقہ اور گھریلو تشدد کی شکایات:

شادی شدہ خواتین کے مسائل میں سے اہم مسئلہ گھریلو تشدد اور نان و نفقہ ہے۔ شوہروں کی جانب سے نان و نفقہ بالکل ہی نادینے یا بہت کم دینے اور گھریلو تشدد کی شکایات کے واقعات عہد نبوی میں بھی رونما ہوئے ہیں، جب صبر کا پیمانہ لبریز ہو جاتا تو خواتین رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی دربار میں شکایات لیکر آتی اور حضور ان کی شکایات سن کر شوہروں کو حسن سلوک اور شوہروں کی استطاعت کے مطابق نان نفقہ کا حکم دے کر شکایات کا ازالہ کرتے۔

اسی طرح لڑائی جھگڑے اور گھریلو تشدد کے اسباب اور عِلل کو سامنے رکھتے ہوئے میاں بیوی کا مسئلہ حل کرتے اور دونوں کو نصیحت فرما کر گھر بھیج دیتے۔

مکہ مکرمہ اور آس پاس کے دیہاتوں میں رہنے والے لوگ مزاجاً سخت، اور بیویوں کو دبا کر رکھنے والے شمار ہوتے تھے، اسی لیے بسا اوقات گھریلو تشدد کے واقعات بھی رونما ہوتے تھے۔ جبکہ اس کے مقابلے میں مدینہ منورہ کی آب و ہوا میں نرم مزاجی اور صبر و تحمل خوب پایا جاتا تھا، اور اس کا اثر شوہروں پر اس طرح ہوا کہ مدینہ منورہ کی خواتین مکہ مکرمہ کی خواتین کی نسبت آزادی کی زندگی گزارتی تھیں۔

اس حوالے سے بخاری میں حضرت عمر فاروق کا قول ملاحظہ فرمائیں؛

عَنْ عُمَرَ وَكُنَّا مَعْشَرَ قُرَيْشٍ نَغْلِبُ النِّسَاءَ، فَلَمَّا قَدِمْنَا عَلَى الأَنْصَارِ إِذَا هُمْ قَوْمٌ تَغْلِبُهُمْ نِسَاؤُهُمْ، فَطَفِقَ نِسَاؤُنَا يَأْخُذْنَ مِنْ أَدَبِ نِسَاءِ الأَنْصَارِ، فَصِحْتُ عَلَى امْرَأَتِي، فَرَاجَعَتْنِي، فَأَنْكَرْتُ أَنْ تُرَاجِعَنِي، فَقَالَتْ وَلِمَ تُنْكِرُ أَنْ أُرَاجِعَكَ فَوَاللَّهِ إِنَّ أَزْوَاجَ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم لَيُرَاجِعْنَهُ، وَإِنَّ إِحْدَاهُنَّ لَتَهْجُرُهُ الْيَوْمَ حَتَّى اللَّيْلِ. فَأَفْزَعَنِي، فَقُلْتُ خَابَتْ مَنْ فَعَلَ مِنْهُنَّ بِعَظِيمٍ. ثُمَّ جَمَعْتُ عَلَيَّ ثِيَابِي، فَدَخَلْتُ عَلَى حَفْصَةَ فَقُلْتُ أَىْ حَفْصَةُ، أَتُغَاضِبُ إِحْدَاكُنَّ رَسُولَ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم الْيَوْمَ حَتَّى اللَّيْلِ فَقَالَتْ نَعَمْ. فَقُلْتُ خَابَتْ وَخَسِرَتْ۔۔۔الخ[52]

"حضرت عمر فاروق فرماتے ہیں کہ ہم قریش کے لوگ (مکہ میں) اپنی عورتوں پر غالب رہا کرتے تھے۔ لیکن جب ہم (ہجرت کرکے) انصار کے یہاں آئے تو انہیں دیکھا کہ ان کی عورتیں خود ان پر غالب تھیں۔ ہماری عورتوں نے بھی ان کا طریقہ اختیار کرنا شروع کر دیا۔ میں نے ایک دن اپنی بیوی کو ڈانٹا تو انہوں نے بھی اس کا جواب دیا۔ ان کا یہ جواب مجھے ناگوار معلوم ہوا۔ لیکن انہوں نے کہا کہ میں اگر جواب دیتی ہوں تو تمہیں ناگواری کیوں ہوتی ہے۔ قسم اللہ کی! نبی کریم ﷺ کی ازواج تک آپ کو جواب دے دیتی ہیں اور بعض بیویاں تو آپ سے پورے دن اور پوری رات خفا رہتی ہیں۔ اس بات سے میں بہت گھبرایا اور میں نے کہا کہ ان میں سے جس نے بھی ایسا کیا ہوگا وہ تو بڑے نقصان اور خسارے میں ہے۔ اس کے بعد میں نے کپڑے پہنے اور حفصہ رضی اللہ عنہا (حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی

[52] بخاری، الصحیح البخاری ،کتاب المظالم، باب الغرفة۔۔۔الخ رقم:2468

CC BY

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Special Seerah Issue 2026
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published:
August 31, 2026

صاحبزادی اورام المؤمنین) کے پاس پہنچا اور کہا، اے حفصہ! کیا تم میں سے کوئی نبی کریم ﷺ سے پورے دن رات تک غصہ رہتی ہیں۔ انہوں نے کہا کہ ہاں! میں بول اٹھا کہ پھر تو وہ تباہی اور نقصان میں رہیں۔ کیا تمہیں اس سے امن ہے کہ اللہ تعالی اپنے رسول ﷺ کی خفگی کی وجہ سے (تم پر) غصہ ہو جائے اور تم ہلاک ہو جاؤ۔۔۔الخ"

حضرت ابوسفیان بن حرب رضی اللہ عنہ کی بیوی، ہندبنت عتبہ نے رسولِ خدا کے پاس آکر نان ونفقہ کے حوالے سے شکایت کی کہ میرے شوہر ابوسفیان اہل وعیال پر خرچ کرنے میں کنجوسی کرتے ہیں تو کیا اس صورت میں، میں ان کے مال میں سے کچھ لے سکتی ہوں؟

حضور نے فرمایا:

خُذِیْ مَا یَکْفِیْکِ وَ وَلَدَکِ بِالْمَعْرُوْفِ[53]
تم اتنا لے سکتی ہو جو تمہیں اور تمہارے بیٹے کو کافی ہو۔

نتائج تحقیق:

1. پاکستان کی دیہی خواتین کو متعدد مسائل درپیش ہیں۔
2. نان ونفقہ، سُکنیٰ، لباس اور طبّی سہولیات سے متعلق سیرت النبی کی تعلیمات واضح ہیں، ان پہ عمل کیا جائے تو خواتین کی قسمت بدلنے کے لیے کافی ہے۔
3. دیہی علاقوں میں تعلیمی اداروں کے بالکل نہ ہونے، یا دور ہونے کی وجہ سے دیہی بچیاں بنیادی تعلیم سے محروم ہیں، جس کے باعث خواتین میں ناخواندگی کی شرح، بہت زیادہ ہے۔
4. صنفی امتیاز، سماجی مظالم اور عائلی وخانگی مسائل کی وجہ سے عورت کا وقار مجروح ہوتا ہے۔
5. اسلام کے آفاقی پیغام اور اُسوہ حسنہ کی روشنی میں دیہی خواتین کے تمام مسائل کا حل موجود ہے۔
6. سیرت النبی کی روشنی میں مرد کے مقابلے میں عورت کو زیب وزینت اختیار کرنے کے باب میں زیادہ آزادی حاصل ہے۔
7. مثلا: مرد کے لیے ریشم اور سونے وچاندی کا استعمال ممنوع ہے، جبکہ عورت کو مکمل اجازت حاصل ہے۔
8. عورت معاش کے جھنجھٹوں سے آزاد ہے، اس کی کفالت کی پوری ذمہ داری مرد پر عائد ہوتی ہے، عورت کا نان ونفقہ، سُکنیٰ اور علاج معالجہ، مرد کے ذمہ ہے۔ اسی طرح معاشرتی اور تعلیمی زندگی کی ذمہ داری بھی مرد پر لازم ہے۔
9. اسلام نے خواتین کو جہیز کے طور پر تحفے، وراثت میں حصے اور حق مہر وغیرہ کی صورت میں معاشی تحفظ فراہم کیا ہے
10. سیرت النبی کی روشنی میں معلوم ہوا؛
11. کہ عورت کی مرضی کے بغیر اس کا جبری نکاح ممنوع ہے۔
12. کہ عورت کو وٹے سٹے میں دینا قبیح عمل ہے۔
13. کہ قبائلی جرگوں کے ذریعے عورت کو ونی (قتل کے بدلے) کے طور پر دینا مذموم رسم ہے۔

[53] بخاری، الصحیح البخاری ،کتاب النفقات،باب اذا لم ینفق الرجل۔۔۔الخ، رقم: 5049

OPEN ACCESS
CC BY

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Special Seerah Issue 2026
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published:
August 31, 2026

14. عورت کا غیرت کے نام پر قتل، کسی صورت درست نہیں۔
15. شریعت کی حدود میں رہتے ہوئے کسبِ معاش کے چاروں ذرائع؛(تجارت، زراعت، دستکاری اور اجرت ومزدوری) اختیار کرنے کی مکمل آزادی حاصل ہے۔ مثلا: مرد کے لیے ریشم اور...

سفارشات:

1. پاکستانی دیہی علاقوں کی خواتین کے حقوق کی بحالی کے لیے ہر صوبے کی اسمبلی میں قرارداد پیش کی جانی چاہیے۔
2. منظور شدہ قرارداد کو عملی جامہ پہناتے ہوئے دیہی خواتین کے حقوق کے استحصال کے خلاف قانونی چارہ جوئی کی جانی چاہیے۔
3. علماء اور خطباء، ممبر و محراب کے ذریعے دیہی خواتین کے مسائل کو اجاگر کرتے ہوئے ان کے حقوق بیان کریں۔
4. دیہی علاقوں میں معیاری تعلیم کے مواقع فراہم کیے جائیں۔
5. علاقائی سطح پر دیہی خواتین کے حقوق سے متعلق سیمینارز منعقد کرائے جائیں۔
6. ایم فل اور پی ایچ ڈی کی لیول پر دیہی خواتین کے مسائل اور ان کے حل کے موضوع پر تحقیقی، معیاری مقالے لکھوائے جائیں اور انہیں افادہ عام کے لیے کتابی شکل میں چھاپا جائے۔

CC BY